اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر: 312

سلسلہ مسائلِ قربانی نمبر: 28

حلال جانور

کے مردہ جنین کی حلّت اور حرمت کا مسئلہ

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

حلال جانور کے مردہ جنین کی حلّت اور حرمت کا مسئلہ:

حلال جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کے پیٹ سے مردہ بچہ نکل آئے تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کو کھانا حلال نہیں۔

امام اعظم رحمہ اللہ کے مذہب کے دلائل درج ذیل ہیں:

1۔ جب کوئی جانور شرعی طریقے سے ذبح کیے بغیر طبعی طور پر مر جائے تو اسے میتہ یعنی مردار کہا جاتا ہے اور قرآن وسنت کی روشنی میں اسے کھانا حرام ہے، جیسا کہ اللہ تعالی سورۃ المائدہ آیت نمبر 3 میں فرماتے ہیں:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَآ أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ.

ترجمہ: تم پر مردار جانور اور خون اور سوَر کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو، اور وہ جو گلا گھٹنے سے مرا ہو، اور جسے چوٹ مار کر ہلاک کیا گیا ہو، اور جو اوپر سے گر کر مرا ہو، اور جسے کسی جانور نے سینگ مار کر ہلاک کیا ہو، اور جسے کسی درندے نے کھالیا ہو، الاّ یہ کہ تم (اس کے مرنے سے پہلے) اس کو ذبح کر چکے ہو۔ (آسان ترجمہ قرآن)

جب جانور ذبح کرنے کے بعد بچہ پیٹ سے مردہ نکل آئے تو یہ میتہ ہی کے حکم میں ہے کیوں کہ اسے شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا اور اللہ تعالی کا یہ حکم ہر طرح کے مردار کو شامل ہے، جس میں کوئی استثنا نہیں، اس لیے وہ بچہ بھی اسی حکم میں شامل ہو کر حرام قرار پائے گا جو ماں کے پیٹ سے مردہ نکل آئے۔ آگے اللہ تعالٰی نے صراحت سے اَلْمُنْخَنِقَةُ کا لفظ ذکر فرمایا، جس کا مطلب ہے: وہ جانور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو، اس لفظ سے مزید وضاحت کے ساتھ اس مردہ جنین بچے کا حکم معلوم ہو جاتا ہے کیوں کہ جب اس کی ماں ذبح کی گئی جس کی بنا پر سانس کی آمد ورفت کا سلسلہ رک گیا تو دَم گھٹنے سے اس بچے کی موت واقع ہو گئی۔

یہ آیت نہایت ہی مضبوط دلیل ہے امام اعظم رحمہ اللہ کے موقف کی۔

2۔ امام اعظم رحمہ اللہ کے قول کی تائید جلیل القدر تابعی امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے قول سے بھی ہوتی ہے جو

کہ ان سے امام اعظم ہی نے امام حماد رحمہ اللہ کے واسطے سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ :

وَكَانَ يَرْوِي عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ قَالَ: لا تَكُونُ ذَكَاةُ نَفْسٍ ذَكَاةَ نَفْسَيْنِ.

ترجمہ: ایک جانور کا ذبح دو جانوروں کا ذبح شمار نہیں ہوتا۔

(موطاامام محمد: بَابُ ذَكَاة الجْنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ)

یہی قول امام ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب المحلّٰی بالآثار میں بھی روایت کیا ہے۔

3۔ جنین یعنی پیٹ کا بچہ ایک مستقل جاندار ہے جو کہ ایک مستقل زندگی رکھتا ہے، اس میں بہنے والا خون بھی ہے، اس لیے یہ بچہ ماں کے ذبح کے تابع کیسے ہو سکتا ہے؟؟ بلکہ اس کے حلال ہونے کے لیے اس کو بھی مستقل طور پر ذبح کرنا ضروری ہے۔

4۔ اگر جنین زندہ نکل آئے تو اسے کھانے کے لیے ذبح کیا جائے گا، جو کہ ایک واضح بات ہے، لیکن اگر مردہ نکل آئے تو ایسی صورت میں وہ قرآن کی رُو سے میتہ یعنی مردار ہے جو کہ اَلْمُنْخَنِقَةُ میں بھی داخل ہے، کیوں کہ جنین ماں کے ذبح کرنے سے نہیں مرا بلکہ جب ماں کو ذبح کیا گیا تو سانس کی آمد ورفت بند ہونے کی وجہ سے دَم گھٹنے سے اس کی موت آئی تو یہ قرآن کی رو سے اَلْمُنْخَنِقَةُ میں داخل ہو کر میتہ یعنی مردار کہلائے گا، اور چوں کہ آیت میں کوئی استثنا موجود نہیں اس لیے جنین بھی میتہ میں داخل ہو کر مردار ہو گا اور حرام کہلائے گا۔ البتہ قرآن کریم میں جو استثنا ہے وہ یہ ہے کہ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ، کہ تم (اس کے مرنے سے پہلے) اس کو ذبح کر چکے ہو، گویا کہ ایسے جانور کے حلال ہونے کے لیے شرعی طریقے سے ذبح ضروری ہے، جبکہ مردہ جنین کو ذبح نہیں کیا گیا تو اس لیے وہ حرام ہے۔

5۔ ذبح کا مقصد دمِ مسفوح یعنی بہنے والے خون کا اِخراج ہے، جب اس خون کا اخراج نہ ہو تو اس جانور کو حرام ہی کہیں گے جیسا کہ مردار جانور میں یہی صورتحال ہوتی ہے، اور جنین اگر مردہ پیدا ہو تو اس سے بھی خون کا اخراج نہیں ہو پاتا، تو پھر اس کو کیسے حلال کہا جا سکتا ہے؟؟ قرآن کریم نے تو إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ سے ذبح ہی کو مستثنیٰ قرار دیا ہے، جبکہ مردہ جنین میں مستقل ذبح ہوتی ہی نہیں۔

تنبیہ: حلال جانور جب شرعی طور پر ذبح کیے بغیر مرجائے تو اس کو میتہ یعنی مردار کہتے ہیں جس کا حرام ہونا قرآن وسنت سے ثابت ہے، البتہ مچھلی اور ٹڈی اس سے مستثنیٰ ہیں کیوں کہ ان کو کھانے کے لیے ذبح کرنا ہی ضروری نہیں بلکہ یہ ذبح کیے بغیر بھی مرجائیں تو ان کا کھانا حلال ہے۔ چنانچہ مسند احمد میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: ہمارے لیے دو طرح کے مردار اور دو طرح کے خون حلال قرار دیے گئے ہیں، دو مردار سے مراد مچھلی اور ٹڈی ہے جبکہ دو خون سے مراد جگر اور تلّی ہے۔

5723- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ، فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ فَالْحُوتُ وَالْجَرَادُ، وَأَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ».

یہ حدیث سنن کبریٰ بیہقی، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی، شعب الایمان للبیہقی، سنن ابن ماجہ، مسند عبد بن حمید اور مسند الامام الشافعی سمیت متعدد کتب میں موجود ہے۔

حدیث: ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ کا مطلب:

جہاں تک سنن ابی داود کی اس حدیث کا تعلق ہے کہ: ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ تو امام اعظم رحمہ اللہ اس حدیث کو تسلیم کرتے ہیں، اس حدیث کو چھوڑ نہیں رہے، اور نہ ہی اس کے خلاف کرتے ہیں، بلکہ اس پر عمل کرتے ہیں، البتہ ان کے نزدیک اس حدیث کا وہ مطلب نہیں جو کہ مراد لیا جاتا ہے، بلکہ امام اعظم اس حدیث کا یہ مطلب بیان فرماتے ہیں کہ ماں کے پیٹ سے نکلنے والے بچے کا ذبح اسی طرح ہے جس طرح کہ اس کی ماں کا ذبح ہے، یعنی کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اس حدیث میں جنین یعنی بچے کی ذبح کو تشبیہ دی گئی ہے ماں کے ذبح کے ساتھ۔ امام اعظم رحمہ اللہ کا یہ قول حدیث کے معنی کو دیکھتے ہوئے زیادہ مضبوط ہے، اس تاویل کی وجوہات یہ ہیں:

1۔ اگر حدیث میں یہ تاویل نہ کی جائے تو اس کا ٹکراؤ لازم آئے گا قرآن کریم کی مذکورہ آیت کے ساتھ، اور ظاہر ہے کہ حدیث کا ایسا معنی بیان کرنا درست نہیں جو کہ قرآن سے ٹکرائے۔

2۔امام اعظم رحمہ اللہ کے موقف کے مذکورہ بالا دلائل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس حدیث میں تاویل کی جائے اور اسے قرآن کریم کے مدمقابل پیش نہ کیا جائے بلکہ ایسا مطلب بیان کیا جائے جو کہ باہمی جوڑ اور موافقت پیدا کرے،اور یہ بات دین میں کوئی نئی نہیں بلکہ قرآن و سنت سے واقف ہر شخص بخوبی جانتا ہے۔

3۔اگر یہ بات مان لی جائے کہ حدیث کا یہ مطلب ہے کہ ماں کے ذبح کرنے سے جنین بھی ذبح شمار ہوتا ہے، تو یہ اس لیے بھی درست نہیں کہ پھر الفاظ اس کے اُلٹ یوں ہوتے: ذَكَاةُ أُمِّهِ ذَكَاةُ الْجَنِينِ، کہ ماں کا ذبح بچے کا بھی ذبح شمار ہوگا، جبکہ حدیث کے الفاظ یوں ہیں: ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ، جس سے خود معلوم ہو رہا ہے کہ اس آیت سے مقصود تشبیہ دینا ہے، جیساکہ عربیت سے واقف حضرات بخوبی جان سکتے ہیں۔

4۔ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ کی حدیث سے مراد زندہ جنین ہے کہ اس کو بھی اس طرح ذبح کیا جائے گا جیساکہ ماں کو ذبح کیا گیا ہے، گویا کہ اس حدیث میں مردہ جنین کا ذکر ہی نہیں، اس لیے کوئی اشکال نہیں، کیوں کہ اگر اس سے مراد مردہ جنین لیں گے تو یہ حدیث قرآن کریم کی صریح آیت کے خلاف ہوگی جو کہ درست نہیں۔

ایک اہم بات:

ایک اہم بات یہ ہے کہ اس حدیث میں تاویل صرف امام اعظم نے نہیں کی بلکہ جو حضرات جنین کے حلال ہونے کے قائل ہیں ان میں بھی باہمی اختلاف ہے، چنانچہ امام ابن حزم اندلسی نے اپنی کتاب المحلّی بالآثار میں ذکر فرمایا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، امام ابن ابی لیلی، امام زہری، امام شعبی، امام نافع، امام عکرمہ، امام مجاہد، امام عطا، امام یحیی بن سعید رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اگر جنین کے اعضا مکمل طور پر بن چکے ہوں یعنی کامل الخلقت ہو تو اس کا کھانا حلال ہے۔(مَسْأَلَة ذَكَاة الْجَنِينِ)

امام اعظم رحمہ اللہ پر طعن و ملامت کرنے والے حضرات ان مذکورہ حضرات کے بارے میں کیا فرمائیں گے کہ کیا انھوں نے بھی حدیث کے خلاف بات کی؟؟ کیوں کہ جس حدیث کی بنا پر مردہ جنین کو حلال تسلیم کیا جا رہا ہے اس میں تو مطلق بات آئی ہے کہ جنین حلال ہے، اس میں یہ تو نہیں کہ اگر جنین کے اعضا مکمل طور پر

بن چکے ہوں یعنی کامل الخلقت ہو تو اس کا کھانا حلال ہے ورنہ حرام۔ جب ان حضرات کے اس قول کو حدیث کے خلاف قرار نہیں دیا جاسکتا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے قول کو کیسے حدیث کے خلاف قرار دیا جاسکتا ہے جبکہ وہ بھی حدیث کا مطلب کچھ اور بیان فرما رہے ہیں۔

خلاصہ:

الحمدللہ امام اعظم رحمہ اللہ کا موقف قرآن کی صریح آیت اور شرعی دلائل کے مطابق ہے کہ مردہ جنین کا کھانا حلال نہیں اور اسی میں احتیاط ہے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

2ذوالحجہ 1441ھ/24جولائی2020

03362579499